بسم اللہ الرحمن الرحیم

اشارات

چیچنیا--- ایسی چنگاری بھی یا رب اپنی خاکستر میں تھی!

پروفیسر خورشید احمد

امت مسلمہ کے لیے اکیسویں صدی عیسوی کا آغاز بعض لحاظ سے کچھ ویسے ہی حالات میں ہو رہا ہے جن میں بیسویں صدی کا ہوا تھا اور جس کا گریہ اقبال نے کچھ اس طرح کیا تھا:

ہو گیا مانند آب ارزاں مسلماں کا لہو

مغرب کی استعماری قوتیں مسلمانوں کی عالمی قوت کی کمر توڑ کر تقریباً پوری دنیا پر چھا گئی تھیں اور امت مسلمہ "پستی کا کوئی حد سے گزرنا دیکھے" کا سماں پیش کر رہی تھی۔ دولت عثمانیہ جسے عالم اسلام میں "ترکش مارا خدنگ آخرین" کی حیثیت حاصل تھی دم توڑ رہی تھی--- ایک طرف اگر عالم یہ تھا کہ "خاک و خوں میں مل رہا ہے ترکمان سخت کوش" تو دوسری طرف یہ روح فرسا منظر بھی ایک حقیقت تھا کہ "بیچتا ہے ہاشمی ناموس دین مصطفیٰ" ! اگرچہ ایمان اور شجاعت کے کچھ شرارے روشن تھے مگر تاریکیوں اور غداریوں کے سوداگر اپنا کھیل بڑی عیاری سے کھیل رہے تھے اور ملت کو محکومی اور ذلت کے غاروں میں دھکیل رہے تھے۔

بیسویں صدی کے دوران آزادی اور نظریاتی احیا کے بہت سے چراغ روشن ہوئے ہیں اور ملت کی بیداری اور نئے تاریخی کردار کے واضح امکانات رونما ہوئے ہیں لیکن اس کے باوجود نئی صدی کے ان ابتدائی ایام میں زمینی حقائق جو نظارہ پیش کر رہے ہیں اس میں ایک طرف چیچنیا' کشمیر' بوسنیا' کوسووا' انڈونیشیا' فلپائن' فلسطین' ترکی' قبرص اور نائیجیریا میں مسلمان "خاک و خون" کی آزمایش میں گرفتار نظر آتے ہیں تو دوسری طرف ۵۶ آزاد مسلمان ریاستوں کے حکمرانوں میں سے بیشتر' کھلے یا چھپے "ناموس دین مصطفیٰ" سے بے وفائی کا معاملہ کر رہے ہیں اور تاریخ سے کوئی سبق لینے کے لیے تیار نظر نہیں آتے اور

یہ بھول رہے ہیں کہ ؎

فطرت افراد سے اغماض بھی کر لیتی ہے
کبھی کرتی نہیں ملت کے گناہوں کو معاف

اس پس منظر میں چیچنیا کی صورت حال ایک بڑا اہم لمحہ فکریہ فراہم کرتی ہے۔ یہ ایک آئینہ ہے جس میں کئی تصویریں بڑی نمایاں نظر آ رہی ہیں۔

ایک تصویر روسی استعمار کی ہے جو اپنے عالمی قوت کے مقام سے محروم ہو کر بھی علاقائی طور پر اپنے مفادات اور خصوصیت سے مسلم اقوام کو قابو میں رکھنے' ان کے معاشی اور معدنی وسائل پر قابض رہنے اور اسلامی احیا کی ہر لہر کو دبانے کے لیے اندھی قوت اور ننگی جارحیت کا ہر حربہ استعمال کر رہا ہے۔ وہ شہروں اور دیہات کو تباہ کرنے' آبادیوں کو تاراج کرنے' بے کس اور بے سہارا انسانوں کی نسل کشی کرنے اور پورے علاقے کو کھنڈر اور قبرستان میں تبدیل کرنے پر تلا ہوا ہے۔ اور اس درندگی کے صلے میں روس کی عارضی قیادت مستقل صدارت کا تاج سر پر آراستہ کرنے کا کھیل کھیل رہی ہے۔

ایک اور تصویر اس دم توڑتے نام نہاد عالمی نظام کی نظر آتی ہے جس کا عَلَم امریکہ نے اشتراکیت کے زوال کے بعد اٹھایا تاکہ جمہوریت کو فروغ حاصل ہو سکے' انسانی حقوق کی حفاظت ہو' شہری آبادیوں کو ظلم و تشدد اور نسل کشی سے بچایا جا سکے اور سیاسی سرحدوں سے بالا ہو کر کچھ اقدار کو ساری دنیا میں بالادستی حاصل ہو سکے۔ لیکن ان دعووں کے بعد جس طرح خود اس نظام کے علم برداروں نے ان اقدار کو پامال کیا ہے' اور اب سیاسی مصلحتوں اور تجارتی مفادات کی خاطر جس طرح کھلے بندوں انسانیت کش کارروائیوں پر خاموشی' کھلے اور درپردہ تعاون' اور دکھاوے کے لیے کچھ منافقانہ بیانات کی روش اختیار کی ہے' اس نے مغربی اقوام کے دوغلے پن اور مفاد پرستی کا پردہ چاک کر دیا ہے۔ بوسنیا کی محفوظ پناہ گاہوں (safe heavens) کے بعد چیچنیا کے کھنڈرات' معصوم لاشوں کے انبار اور پناہ گزینوں کے کیمپوں نے اس نئے نظام کا مکروہ چہرہ بالکل ہی بے نقاب کر دیا ہے۔ جس "عالمی کمیونٹی" کی بڑی دھوم تھی اس کا پائے چوبیں' اور جس نئے نظام کا غلغلہ تھا اس کا بے جان لاشہ بھی اس آئینے میں دیکھا جا سکتا ہے۔

ایک اور تصویر آج کے عالم اسلام کی بھی اس میں نظر آ رہی ہے۔ امریکہ اگر خاموش ہے' برطانیہ اگر پوٹین کی پیٹھ تھپک رہا ہے اور آئی ایم ایف اگر قرضوں پر قرضے دیے جا رہا ہے تو مفاد کی اس دنیا میں اپنے منصب اور ذمہ داری کے احساس سے عاری مسلمان حکمرانوں کی جو قبیح صورت اس آئینے میں دکھائی دے رہی ہے وہ کسی پہلو سے بھی امت مسلمہ کی نمایندہ نہیں ہے۔

لیکن اسی آئینے میں ایک تصویر اور بھی ابھر رہی ہے اور یہ ہے چیچن جانبازوں کی ایمان افروز جدوجہد اور بے مثال قربانیوں کی، اور اس کے جلو میں مسلم عوام کی بے چینی اور اضطراب کی، اور اپنے رب کے حضور دعاؤں اور التجاؤں کی۔ اس اتھاہ تاریکی کے درمیان یہ روشنی کی ایک واضح کرن ہے۔

یہی وہ تصویریں ہیں اور پوری دنیا پر پڑنے والی ان کی پرچھائیاں، جو امت مسلمہ ہی نہیں، پوری انسانیت کے لیے لمحہ فکریہ فراہم کر رہی ہیں۔

چیچنیا کے سرفروش مجاہدین کا گذشتہ ۷ ماہ سے روس جیسی طاقت کے مقابلے پر کھڑے رہنا ہی جنگی تاریخ کا محیرالعقول واقعہ ہے۔ یقیناً یہ نصرت الٰہی کے بغیر ممکن نہیں۔ درحقیقت تو یہ روس کی شکست ہے کہ ہر طرح کی منصوبہ بندی، طاقت کے استعمال اور بار بار کے حملوں کے باوجود ان مجاہدین کے عزم کو شکست نہیں دے سکا ہے۔

کینیڈا کے اخبار ٹورنٹو سن (Toronto Sun) کا امور خارجہ کا مدیر ایرک مارگولس (Eric Margolis) حالیہ معرکے کا بچشم سر مشاہدہ کرنے کے بعد گواہی دیتا ہے:

> میں ۱۲ شدید نوعیت کی جنگوں کی محاذ سے رپورٹنگ کر چکا ہوں لیکن میں نے چیچن مجاہدین جیسی سرفروشی اور بہادری و جواں مردی کبھی نہیں دیکھی۔ گذشتہ چار مہینوں سے ہلکے اسلحے سے مسلح پانچ ہزار چیچن جانباز ایسے کھلے میدانی علاقے میں لڑ رہے ہیں جو فضائیہ، بکتربند گاڑیوں، ٹینکوں اور بھاری توپ خانے کے لیے موزوں ہے اور انھوں نے ایک لاکھ ۶۰ ہزار روسی فوجیوں کو جن کی پشت پر بھاری توپ خانہ، راکٹ، گن شپ ہیلی کاپٹر، زمین پر حملہ کرنے والے جہاز اور ہزاروں ٹینک اور بکتربند گاڑیاں ہیں، روک رکھا ہے۔ روسی جرنیل باربار اپنے اس عزم کو دہرا رہے ہیں کہ وہ چیچنوں کو نیست و نابود کر دیں گے۔

دشمنوں کی خون آشام یلغار، دنیا کی مصلحت آمیز خاموشی اور خود اپنوں کی بے وفائی کے عالم میں بھی جس امت کے جوان یہ مثال پیش کر سکیں، اس سے مایوس ہونا اگر کفر نہیں تو کیا ہے؟

یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ چیچنیا کبھی بھی روس کا حصہ نہیں رہا بلکہ ۱۸۰۵ء تک تو دولت عثمانیہ کا حصہ تھا۔ گذشتہ ۴۰۰ سال میں جب بھی روس کو اس علاقے پر غلبہ حاصل ہوا وہ ایک استعماری قوت کی حیثیت سے ہوا اور علاقے کے عوام نے پہلا موقع ملتے ہی اپنی آزادی کا اعلان کر دیا۔ اس سلسلے میں ایک نہایت اہم سنگ میل ۱۹۱۷ء کے روسی انقلاب کے بعد ۱۱ مئی ۱۹۱۸ء کو شیخ افرون حاجی کی قیادت میں شمالی

قفقاز کے مسلمانوں کا اعلان آزادی اور مسلم امارت کا قیام ہے جس میں چیچنیا' داغستان اور دو دوسری ریاستیں شامل تھیں۔ اس آزاد ریاست کو ہنگری' آسٹریا' ترکی اور برطانیہ نے تسلیم کر لیا تھا۔ سوویت یونین کے زوال کے بعد جس طرح بالٹک ریاستوں کی آزادی کو تسلیم کیا گیا اسی طرح اس ریاست کو بھی تسلیم کیا جانا چاہیے تھا۔ مغربی اقوام نے بھی بین الاقوامی قانون اور روایات کے اس تقاضے کو جانب داری کا مظاہرہ کرتے ہوئے نظرانداز کیا اور مسلم ریاستوں نے بھی اس بارے میں جرأت اور حق پرستی کا مظاہرہ نہیں کیا۔

دوسرا مرحلہ ۱۹۹۱ء میں روس کے زوال کے بعد کا ہے۔ روسی فیڈریشن کا قیام تو ۱۹۹۲ء میں ہوا ہے لیکن اکتوبر ۱۹۹۱ء میں چیچنیا کے عوام نے انتخابات کے ذریعے اپنی قومی کانگریس قائم کی اور منتخب پارلیمنٹ نے آزاد مملکت کے قیام کا اعلان کیا۔ ۱۹۹۲ء میں روسی افواج نے دراندازی کی کوشش کی مگر پسپا ہوئیں اور عملاً چیچنیا کی آزاد ریاست قائم ہو گئی۔ جنرل جوہر دودائف ریاست کے صدر منتخب ہوئے۔

یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ تین سال کی خاموشی کے بعد جولائی ۱۹۹۴ء میں آئی ایم ایف سے ۶.۲ ارب ڈالر وصول کر کے روس نے ۱۱ دسمبر ۱۹۹۴ء کو چیچنیا پر حملہ کیا۔ روسی فوجی کمانڈر کا دعویٰ تھا کہ چھ گھنٹے میں چیچنیا پر قبضہ مکمل کر لیا جائے گا مگر یہ جنگ دو سال چلی اور بالآخر روسی فوجوں کو پسپا ہونا پڑا۔ ۹۶-۱۹۹۴ء کی اس جنگ میں روسی افواج نے ایک لاکھ سے زیادہ چیچن عوام کو شہید کیا' ملک کے بڑے حصے کو کھنڈرات میں تبدیل کر دیا' ایک کروڑ ۷۰ لاکھ بارودی سرنگوں کا جال بچھایا اور اتنا گولہ بارود استعمال کیا جتنا دوسری عالمی جنگ کے دوران پورے یورپ کے محاذ پر استعمال ہوا تھا۔

اس جنگ کے بعد سب سے اہم وہ معاہدات ہیں جو روس اور چیچنیا کی حکومتوں کے درمیان ۱۹۹۶ء اور ۱۹۹۷ء میں ہوئے۔ پہلا معاہدہ جسے Khasavyurt Agreement کہا جاتا ہے' ۳۱ اگست ۱۹۹۶ء کو ہوا جس پر چیچنیا کی طرف سے جرنیل ارسلان مسخادوف اور روس کی طرف سے جنرل الیگزنڈر لے بید (Aleksandr Lebed) نے دستخط کیے۔ اس کے مشترکہ اعلامیے میں جنگ اور تشدد سے بچنے اور متنازع امور کے سیاسی حل کی تلاش کے لیے یہ اصول بھی طے کیا گیا تھا کہ باہمی تعلقات کی بنیادوں کا معاہدہ ۳۱ دسمبر ۲۰۰۱ء سے پہلے پہلے کر لیا جائے گا۔ نیز تمام متنازع امور پر گفتگو کے لیے مشترک کمیشن قائم ہو گا۔ اس کے بعد ۱۲ مئی ۱۹۹۷ء کو ماسکو میں روسی فیڈریشن کے صدر بورس یلسن اور صدر جمہوریہ چیچنیا ارسلان مسخادوف کے درمیان باقاعدہ معاہدہ امن (peace treaty) ہوا جس میں مساویانہ تعلقات کا اصول تسلیم کیا گیا اور تمام متنازع امور کے بارے میں عہد کیا گیا کہ طاقت کے استعمال یا طاقت کے استعمال کی دھمکی سے احتراز کیا جائے گا۔ بین الاقوامی قانون کے چوٹی کے ماہرین نے اسے چیچنیا کی آزاد حیثیت کے بالفعل تسلیم (de facto recognition) کیے جانے کے مترادف قرار دیا۔ امریکہ کی الی نوائے یونی ورسٹی کے

پروفیسر ڈاکٹر فرانسس اے بوائل (Francis A. Boyle) نے معاہدے کی ایک ایک شق کا تجزیہ کر کے ثابت کیا ہے کہ یہ آزادی کو تسلیم کرنے کا معاہدہ ہے۔ اس کے بعد چیچنیا کے مسئلے کو روس کا اندرونی مسئلہ قرار دینا حقائق کا مذاق اڑانے اور محض روس کی جارحیت کے آگے گھٹنے ٹیکنا ہے۔ صدر کلنٹن سے لے کر ایران کے وزیر خارجہ تک' سب ہی نے روس کی ہاں میں ہاں ملا کر بین الاقوامی بداخلاقی کی بدترین مثال قائم کی ہے۔

بین الاقوامی برادری (World Community) اور امت مسلمہ کی سیاسی قیادتوں نے خصوصیت سے او آئی سی' اس کی انتظامیہ اور موجودہ سربراہ (ایران) نے جس کمزوری اور مفاد پرستی کا مظاہرہ کیا ہے' وہ ایک ایسا جرم ہے جسے تاریخ کبھی معاف نہیں کرے گی۔ اسی طرح اقوام متحدہ' اس کی سلامتی کونسل اور تیسری دنیا سے تعلق رکھنے والے سیکریٹری جنرل کی خاموشی نے بین الاقوامی اداروں پر سے دنیا کے مظلوم انسانوں کے اعتماد کو بالکل پارہ پارہ کر دیا ہے۔ ایرک مارگولس نے سچ کہا ہے کہ:

> جو لوگ ایک ہولناک جرم کو دیکھتے ہیں اور کچھ نہیں کرتے' وہ اس جرم میں شریک ہوتے ہیں۔ ہم ۲۱ویں صدی کے آغاز پر خاموشی سے وحشی روس کو دیکھ رہے ہیں جو کسی قسم کی شرم یا رحم کے احساس سے عاری ہے اور ان بہت کم تعداد لیکن سرفروش لوگوں کو ختم کرنے پر تلا ہوا ہے جو روس کے ظلم و استبداد کے سامنے گھٹنے ٹیکنے کو تیار نہیں (ماہنامہ امپیکٹ انٹرنیشنل' فروری ۲۰۰۰ء)۔

روسی قیادت چیچنیا میں کم از کم پانچ بڑے بڑے جرائم کی مرتکب ہوئی ہے اور ان میں سے ہر ایک کے بارے میں اس کا کھلا احتساب ہونا چاہیے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ یہ قیادت بھی جنگی جرائم (war crimes) کی سزا کی اسی طرح مستحق ہے جس طرح نازی جرمنی اور یوگوسلاویہ کی موجودہ قیادت!

پہلا جرم ایک بالفعل آزاد مملکت پر بلاجواز فوج کشی ہے۔ روس نے دو عذر تراشے ہیں اور دونوں بے اصل اور عذر گناہ بدتر از گناہ کے مترادف ہیں۔ ایک عذر یہ ہے کہ داغستان کے دو قصبات میں چیچنیا کے اشارے پر "اسلامی ریاست" قائم کی گئی' لیکن نہ داغستان کے لوگوں کا اپنی مرضی سے اپنے کسی علاقے میں اسلامی احکامات کے نفاذ کا اعلان کوئی جرم ہے اور نہ اس پر کسی کو انگشت نمائی کا حق۔ پھر اس میں بھی کوئی صداقت نہیں کہ داغستان کے دیہات کی اس تحریک کا کوئی تعلق چیچنیا سے تھا۔ چیچنیا کی قیادت نے تو صاف اعلان کیا کہ یہ مقامی لوگوں کا اپنا فعل ہے' ان کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔ دوسرا عذر یہ تراشا گیا کہ چیچنیا کے لوگوں نے ماسکو کے ایک علاقے میں بم رکھ کر تباہی مچائی جس میں دو سو افراد ہلاک

ہوئے۔ لیکن نہ صرف یہ کہ اس واقعے کا بھی کوئی تعلق چیچنیا کی حکومت یا چیچنیا کے لوگوں سے نہیں بلکہ بعد کے حقائق نے تو یہ ثابت کر دیا ہے کہ بم رکھے جانے کے دونوں واقعات خود روس کی سیکرٹ سروس کی کارروائی تھی تاکہ اسے چیچنیا پر فوج کشی کے لیے جواز کے طور پر استعمال کیا جائے۔ عالمی میڈیا نے شروع ہی سے اس دعوے کو شبے کی نگاہ سے دیکھا تھا اور لندن کے اخبار انڈی پنڈنٹ اور اکانومسٹ نے نہایت معتبر ذرائع سے اس کی تردید کی تھی' لیکن اب تو خود روس کی خفیہ ایجنسی (فیڈرل سیکورٹی کونسل) کے کارکن ایک تیسرے بم کو رکھتے ہوئے رنگے ہاتھوں پکڑے گئے ہیں اور پورے ڈرامے کا ڈراپ سین ہو گیا ہے۔

یہ دونوں عذر خانہ ساز اور جھوٹ اور دھوکے پر مبنی ہیں' لیکن اگر بر سبیل دلیل مان بھی لیا جائے کہ ان میں کوئی صداقت تھی' تب بھی ان کی بنیاد پر ایک آزاد ملک پر ان تمام معاہدوں کی موجودگی میں جو ۱۹۹۴ء اور ۱۹۵۸ء میں کیے گئے تھے' فوج کشی کا کیا جواز ہو سکتا ہے۔ یہ صریح جارحیت تھی اور اس کا مقصد چیچن قوم کو صفحہ ہستی مٹانا تھا۔ یہ انسانیت کے خلاف ایک سنگین جرم ہے جس کے لیے کم سے کم لفظ نسل کشی (genocide) ہے۔

دوسرا جرم اس مجرمانہ سلسلے کی ایک کڑی ہے جس کا ارتکاب روسی قیادت سولھویں صدی سے بار بار کر رہی ہے۔ اسٹالن نے ۱۹۴۴ء میں چیچن اور تاتار اقوام کو وطن بدر کر کے پوری نسل کو تباہ و برباد کرنے کی کوشش کی جس میں پندرہ لاکھ افراد لقمہ اجل بنے۔ ۹۶-۱۹۹۴ء کی جنگ میں ایک لاکھ افراد کو شہید کیا گیا اور پھر بھی انتقام کی پیاس نہ بجھی۔ ستمبر ۱۹۹۹ء میں روس نے چیچنیا پر جدید ترین جنگی ہتھیاروں سے حملہ کیا اور اس بار کم و بیش وہی حکمت عملی اختیار کی جو امریکہ نے عراق میں (۱۹۹۱ء) اور نیٹو نے یوگوسلاویہ (۱۹۹۹ء) میں اختیار کی تھی۔ روزانہ ۱۲۵ سے ۲۰۰ فضائی حملے ہوئے اور ہر حملے میں ۱۵ سے ۴۵ جہاز استعمال ہوئے۔ اس طرح ہر روز ہزاروں ٹن آگ شہری علاقوں پر برسائی گئی۔ ان حملوں میں جدید ترین ایم-۲۹ سیریز کے جہاز اور ایم-۱ سیریز کے گن شپ ہیلی کاپٹر استعمال کیے گئے۔ دور مار کی آرٹلری دن رات استعمال کی گئی۔ کلسٹر بم' نیپام بم' کیمیکل بم حتیٰ کہ معصوم بچوں کو دھماکے سے اڑانے کے لیے کھلونا بم استعمال کیے گئے۔ چیچنیا کے تمام بڑے شہر بشمول گروزنی (۴ لاکھ آبادی کا شہر) اور گودس میر اور شالی (ایک لاکھ آبادی والے قصبے) بالکل تباہ کر دیے گئے۔ ۱۲ لاکھ کی آبادی اور ۱۳ ہزار مربع کلومیٹر کا یہ ملک بالکل کھنڈر بنا دیا گیا۔ تین لاکھ سے زیادہ افراد بڑی کسمپرسی کے عالم میں مہاجرت کی زندگی گزار رہے ہیں اور باقی اپنے ہی گھر میں بے گھر ہیں۔ چیچنیا کے اندر زندگی کی رمق دور دور تک نظر نہیں آ رہی۔ شہدا اور زخمیوں کی تعداد کا اندازہ مشکل ہے مگر ان کی تعداد ۳۰ سے ۵۰ ہزار بتائی جا رہی ہے۔

قوت کے اس بے محابا استعمال اور طاقت کے عظیم عدم توازن کے باوجود جو فوج دو ہفتے میں چیچنیا پر قبضے کا دعویٰ کر کے حملہ آور ہوئی تھی، آج ۶ ماہ کے بعد ملک کو تباہ کر کے اور آبادی کو تاراج کرنے کے باوجود کہہ رہی ہے کہ ابھی لڑائی کئی برس چلے گی۔ روسی ڈوما کے اسپیکر Gennady Selegnev نے ۵ مارچ ۲۰۰۰ء کو اعلان کیا ہے کہ چیچن ان لوگوں میں سے نہیں ہیں جو شکست قبول کر لیں۔ چیچنیا میں روسی فوجیں کئی عشروں تک رہیں گی (روزنامہ دی نیشن، ۶ مارچ ۲۰۰۰ء)۔

روسی افواج اپنے جنگی جرائم کی وجہ سے پوری انسانیت کی مجرم ہیں۔ روسی سائنس دان اندرے سخاروف (Andre Sakharov) کی بیوہ الینا بونر (Elena Bonner) نے امریکی ارکان سینیٹ سے گفتگو کرتے ہوئے بڑے صاف الفاظ میں کہا ہے:

چیچنیا کے خلاف روس کی جنگ انسانیت کے خلاف ایک بہت بڑا مجرمانہ اقدام ہے۔ پوٹین نے سیاسی فائدے کی خاطر یہ غیر منصفانہ جنگ مسلط کی ہے۔ مغرب کی جانب سے کسی موثر اقدام کا نہ ہونا روس کی حوصلہ افزائی ہے کہ وہ چیچنیا میں اپنی خونی جنگ کو جاری رکھے (Commentary، منصفانہ دنیا کے لیے بین الاقوامی تحریک کا بلیٹن، کوالالمپور، فروری ۲۰۰۰ء)۔

ترک اور جرمن جنگی اخباری نمایندوں کی تیار کردہ ویڈیو فلموں اور امریکہ کے ہیومن رائٹس گروپ اور ایمنسٹی انٹرنیشنل کے نمایندوں کی شہادتوں کی روشنی میں اس میں کوئی شبہ نہیں رہتا کہ روس اور اس کی افواج نے صرف یک طرفہ جنگ ہی کے جرم کا ارتکاب نہیں کیا بلکہ چیچنیا کے لوگوں کی نسل کشی، اجتماعی تعذیب، انسانوں کی باڑہ بندی (concentration camps) اور بے گناہ انسانوں اور جنگ زدہ علاقوں کو چھوڑ کر جانے والے بے سہارا مردوں، عورتوں اور بچوں پر مظالم اور ان کے قتل اور اجتماعی تدفین کا ارتکاب بھی کیا ہے اور وہ نسل کشی اور جنگی جرائم کے مجرم ہیں۔

روس کا تیسرا جرم محض ذاتی سیاسی مفادات کے لیے جنگ اور نسل کشی جیسے مہیب جرائم کا ارتکاب ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ روس میں یلسن کی حکومت ہر اعتبار سے ناکام رہی۔ ۳ سال میں ۵ وزراے اعظم تبدیل کیے گئے۔ جرائم میں اضافہ ہو رہا تھا اور جسے جمہوری تجربہ کہا جا رہا تھا وہ محض ایک جمہوری تماشا بن کر رہ گیا تھا۔ نیوز ویک کے صحافی لیوک ڈیلاہے (Luke Delahaye) نے دس سالہ تجربے کا خلاصہ اس طرح پیش کیا ہے:

اصلاحات شروع ہونے کے دس سال بعد ناانصافی ایک نظام کی طرح قائم ہو گئی ہے اور پورا ملک افراتفری کا شکار ہے۔ یہ کہنا کہ لوگوں کو صرف معاشی تنگ دستی درپیش ہے بہت سادہ بات ہو جائے گی۔ روس کو تشدد، لاوارث بچے، دق، نشے کی لت، قحبہ گری، دربدری اور بیماری سے بہت زیادہ

شراب نوشی سے سابقہ ہے۔ میں نے جو تصویریں لی ہیں گہرے سماجی' اخلاقی اور تہذیبی بحران کی نقشہ کشی کرتی ہیں۔

ان حالات میں صاف نظر آ رہا تھا کہ یلسن اور اس کا طائفہ ناکام ہو گیا ہے اور اس کے لیے مارچ ۲۰۰۰ء کا صدارتی انتخاب جیتنا آسان نہیں ہے۔ یلسن' اس کا پورا خاندان اور ساتھی بدترین مالی بدعنوانیوں میں بھی ملوث تھے اور اس کا چرچا روز افزوں تھا۔ خالص بازنطینی ذہن کے ساتھ ان حالات کا مقابلہ کرنے کے لیے ایک خونی سازش تیار ہوئی۔ چیچنیا پر الزامات لگا کر فوج کشی کا منصوبہ بنایا گیا۔ یلسن کے ایک معتمد خاص ولاڈی میرپوٹین (Vladimir Putin) کو جو روس کی خفیہ ایجنسی کے جی بی کا سربراہ رہا ہے گوشہ گمنامی سے نکال کر وزیراعظم بنایا گیا اور ڈرامائی انداز میں صدارتی نمایندہ اور قائم مقام صدر بنا دیا گیا۔ پوٹین نے ایک تازہ ترین انٹرویو میں اپنے کردار کو خود اس طرح بیان کیا ہے:

I was a hooligan, not a pioneer. Seriously, I was a real ruffian.

(دی ٹائمز ۱۷ مارچ ۲۰۰۰ء)

اس کے بارے میں شواہد موجود ہیں کہ وہ یلسن کے ساتھ مالی بدعنوانیوں میں شریک تھا اور یلسن کے بعد اس کے مفادات کے تحفظ کے بارے میں اس پر اعتماد کیا جا سکتا ہے۔ پوٹین نے قومی تفاخر کے جذبے کو ابھارا اور اس جنگ کو یلسن تجربہ کی ناکامی پر پردہ ڈالنے کے لیے استعمال کیا اور عوام کو جذبات کے سیلاب میں بہا کر' جنگی جنون سے فائدہ اٹھاتے ہوئے سیاسی کامیابی حاصل کرنے کا جوا کھیلا ہے۔ یہ سارا کھیل بڑی ہوشیاری' چابک دستی اور میڈیا کے سہارے کھیلا جا رہا ہے اور چیچن عوام کو اس سیاسی کھیل میں توپوں کے ایندھن (cannon fodder) کے طور پر استعمال کیا گیا ہے۔

جس سازش کا ہم نے اوپر ذکر کیا وہ کوئی ڈھکی چھپی چیز نہیں۔ سب اسے بچشم سر دیکھ رہے ہیں اور بین الاقوامی مبصر اس کا اعتراف کر رہے ہیں لیکن اقوام متحدہ' امریکہ' یورپی اقوام حتیٰ کہ مسلم حکمرانوں میں کوئی نہیں جو بڑھ کر کہہ دے کہ "بادشاہ ننگا ہے"۔ مسلمانوں کا خون محض ایک سیاسی کھیل کے لیے بہایا جا رہا ہے۔

نیوزویک کا نامہ نگار چیچنیا کی جنگ کے تین ماہ بعد لکھتا ہے:

تین ماہ پہلے یہ محسوس ہوتا تھا کہ یلسن کے مخالفین اگلا صدارتی انتخاب جیت رہے ہیں۔ یہ بات کہ آنے والی حکومت یلسن اور اس کے قریبی حلقے کو کرپشن کا ذمہ دار قرار دے گی' کریملن کے لیے بڑی پریشانی کا باعث تھی۔ صرف تین سال قبل چیچنیا میں جو جنگ روس کی شکست پر منتج ہوئی تھی' آج ماسکو میں اسے ایک ایسے آخری اقدام کے طور پر لیا جا رہا ہے جس پر یلسن کے حامی امیدواران سواری کر کے فتح حاصل کر سکیں (۲۰ دسمبر ۱۹۹۹ء)۔

اس سازش کا آخری ایکٹ ۳۱ دسمبر ۱۹۹۹ء کو اسٹیج ہوا جب یلسن نے پوٹین کو قائم مقام صدر مقرر کر دیا اور قائم مقام صدر نے تحریری طور پر یلسن اور ان کے خاندان کو ضمانت دے دی کہ ان کا کوئی احتساب نہیں ہو گا۔ یہ سب کام کھلے بندوں ہو رہے ہیں اور جسے "ورلڈ کمیونٹی" کہا جاتا ہے اس کے کان پر کوئی جوں نہیں رینگی بلکہ صحیح بات تو یہ ہے کہ وہ بھی اس میں شریک ہے۔

روس کا چوتھا جرم یہ ہے کہ یہ جنگ بھی دراصل اسی طرح سامراجی زرگری اور لوٹ کھسوٹ کی جنگ ہے جس طرح کی جنگیں یورپ کی مختلف اقوام نے گذشتہ پانچ سو سال میں انسانیت پر مسلط کی تھیں۔ چیچنیا کا علاقہ جن وجوہ سے اہم ہے' ان میں خود اس کے اپنے زرعی' معدنی اور توانائی کے وسائل اور اس کی جغرافیائی مرکزیت ہے۔ آذربائیجان' داغستان' قازقستان' وسطی ایشیا اور بحیرہ کیسپین تک رسائی کے لیے اسے کلیدی حیثیت حاصل ہے۔ آذربائیجان سے حال ہی میں مغربی ممالک کا جو معاہدہ وہاں تیل کے لیے پائپ لائن کا طے ہوا ہے' وہ چیچنیا سے ہو کر جائے گی۔ اس طرح قازقستان کی پائپ لائن بھی چیچنیا سے گزر کر روس کے علاقے میں جاتی ہے۔ روس ان تمام وسائل اور علاقوں پر اپنا اثر و رسوخ رکھنے کے لیے چیچنیا کو اپنے قبضے میں رکھنا ضروری سمجھتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ روس بار بار شکست اور ہزیمت کے باوجود اس علاقے کو قابو میں کرنے کے لیے سرگرم ہے خواہ اس کے تمام باشندوں کو نیست و نابود کرنے کی نوبت کیوں نہ آئے۔ یہ خالص استعماری جنگ ہے اور دوسروں کی دولت کو اپنی گرفت میں کرنے کی شرمناک کوشش ہے جو خود انسانیت کے خلاف ایک جرم ہے۔

روس کے جرائم کی اس فہرست میں آخری چیز اس کی اسلام دشمنی اور اس علاقے میں اسلام کی بنیاد پر کسی تحریک' حکومت یا احیائی رو کی کامیابی کا راستہ روکنا ہے۔ روسی پروپیگنڈے کا ایک اہم ہدف اسلام کی احیائی تحریکات ہیں۔ ان کو "وہابیت" کا نام دے کر مطعون کیا جا رہا ہے۔ افغانستان کے جہاد کو سب و شتم کا نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ اسامہ بن لادن کے خیالی دیو کی دہائی دی جا رہی ہے۔ صوفی اسلام کی باتیں ہو رہی ہیں' حالانکہ نقشبندی اور مریدی سلسلے جو اس علاقے میں غالب ہیں جہاد کے علم بردار اور روس کے خلاف جنگوں میں پیش پیش رہے ہیں۔ لیکن سوال یہ ہے کہ روس یا کسی اور ملک کو کیا حق ہے کہ ایک علاقے کے لوگوں کو مجبور کریں کہ وہ اپنی آزاد مرضی سے اپنے تصورات کے مطابق زندگی نہ گزاریں اور روس کی یا کسی اور قوم کی حاشیہ برداری کریں۔ یہ بھی خالص استعماری رویہ ہے جسے تسلیم کرنا نظریاتی خودکشی پر منتج ہو سکتا ہے۔

ان جرائم کے ارتکاب کی اولین ذمہ داری روس اور اس کی قیادت پر ہے لیکن اس خونی کھیل کو ممکن بنانے اور جاری رکھنے میں امریکہ اور مغربی اقوام نے روس کی پوری پوری مدد کی ہے اور یہ سب ان جرائم میں

شریک و معاون ہیں۔ امریکہ اور یورپی برادری کے تمام ممالک نے چیچنیا کے مسئلے کو "روس کا اندرونی مسئلہ" قرار دیا' کلنٹن اور آل برائٹ نے صاف الفاظ میں کہا کہ ہم تشدد کے خلاف روس کی مساعی کے موید ہیں۔ "انسانی حقوق" یا "قوت کے غیر متناسب استعمال" کی بات اگر کی بھی گئی تو ایسی نرمی سے کہ اس سے مزید مظالم کو شہ ملی۔ پھر اس پورے عرصے میں امریکہ اور جرمنی نے روس کی مالی مدد اور فنی معاملات میں بھرپور معاونت کی۔ آئی ایم ایف اور مغربی ممالک سے اربوں ڈالر روس کو فراہم کیے گئے جن کی وجہ سے' بقول روس کے وزیر خزانہ (Mikhail Kasyanov)' ان کے لیے اپنے وفاقی بجٹ کی جمع و تفریق ممکن ہوئی۔ اس نے صاف کہا تھا کہ روس کی افواج کو اسلحہ' خوراک اور روپے کی ضرورت ہے۔ چیچنیا کی جنگ کی وجہ سے بجٹ پر نظر ثانی ناگزیر ہو گئی ہے اور یہ وسائل صرف آئی ایم ایف اور مغربی اقوام اور بنکوں کی امداد سے میسر آئے۔ جولائی ۱۹۹۹ء میں آئی ایم ایف نے ۶.۲ ارب ڈالر دیے اور چھ مہینے بعد ہی چیچنیا پر فوج کشی شروع ہو گئی۔ حال ہی میں آئی ایم ایف نے مزید ۳ ارب ڈالر کی فراہمی کا وعدہ کیا ہے۔ جرمنی نے ایک موقع پر مالی امداد میں کمی کی بات کی تو امریکہ نے اسے روک دیا اور صدر کلنٹن نے جمہوریت کی دہائی دینا شروع کر دی۔ صدر کلنٹن نے پوٹین کے سارے جرائم سے صرف نظر کیا اور اسے خراج تحسین پیش کیا اور امریکہ کے قومی سلامتی کے مشیر سین ڈی برگر (S.Burger) نے پوری بے شرمی اور ڈھٹائی سے کہا کہ:

> امریکہ روس کی معاشی امداد چیچنیا میں اس کی پالیسی پر احتجاج کرتے ہوئے ختم کرنے پر غور نہیں کر رہا ہے----- اسے ختم کرنا ہمارے مفادات کے خلاف ہو گا (۲۰ دسمبر ۱۹۹۹ء)۔

اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ اپنے مفادات کے اعتبار سے روس اور امریکہ "اصل میں دونوں ایک ہیں"۔ ایمنسٹی انٹرنیشنل کے نمایندہ لیان لیون (Lian Levin) نے تو صاف الفاظ میں کہہ دیا ہے کہ:

> ۱۵ رکنی سلامتی کونسل چیچنیا پر کوئی اقدام نہیں کرے گی کیونکہ پانچ بڑوں میں سے دو--- امریکہ اور روس--- معاملہ طے کیے ہوئے ہیں۔

روس کے لیے چیچنیا میں مظالم ممکن ہی امریکہ اور مغربی اقوام کی خاموش تائید اور مکمل امداد سے ہوئے۔ ایرک مارگولس نے یہ لکھ کر دکھتی رگ پر ہاتھ رکھا ہے:

> کلنٹن انتظامیہ نے' جو چیچنیا میں روس کو نسل کشی کے لیے مالیات فراہم کر رہی ہے' روس کے ہیلی کاپٹروں کو رات کو دیکھنے والے جدید آلات فراہم کیے ہیں۔ وائٹ ہاؤس کا کہنا ہے کہ دہشت گردی کا مقابلہ کرنے کے لیے یہ فراہم کیے گئے ہیں۔ حال ہی میں بل کلنٹن نے یہ کہا ہے کہ روس نے گروزنی کو "آزادی" دلائی ہے۔ پھر بھی اس کی سمجھ میں یہ نہیں آتا کہ اتنے بہت سے مسلمان امریکہ کو اپنا دشمن کیوں سمجھتے ہیں؟

روس کی مذمت کے ساتھ امریکہ اور مغربی اقوام کی مذمت نہ کرنا صرف حق و انصاف کے خلاف ہی نہیں ہو گا بلکہ دشمن کی قوت کے اصل سرچشمے کو نظرانداز کرنے کے مترادف ہو گا۔

روس' امریکہ اور مغربی اقوام کے کردار کا جتنا بھی احتساب کیا جائے کم ہے لیکن کیا مسلمان ممالک کی قیادتوں کا جرم کچھ کم ہے؟ او آئی سی نہ صرف یہ کہ خاموش ہے بلکہ اس کے وفد کے لیڈر اور ایران کے وزیر خارجہ نے چیچنیا کے مسئلے کو روس کا اندرونی مسئلہ قرار دے کر چیچنیا ہی نہیں امت مسلمہ کے سینے میں خنجر گھونپا ہے۔ کویت نے تو غضب ہی کر دیا کہ روس سے ایک معاہدہ کیا ہے تاکہ دونوں ملکوں میں "شمالی قفقاز کے علاقے میں دہشت گردی کا مقابلہ کیا جا سکے۔ نیز کویت یہ معلوم کرنے کے لیے روس کی مدد کرے گا کہ چیچن ری پبلک کی مالی امداد کن ذرائع سے ہو رہی ہے"--- اناللہ وانا الیہ راجعون!

قطر' پاکستان اور ایک حد تک سعودی عرب نے نسبتاً محتاط رویہ اختیار کیا ہے لیکن کسی نے بھی کھل کر حق کی مدد اور باطل سے برأت کی جرأت نہیں کی۔ اگر کسی کو جرأت ہوئی اور اس نے کھل کر چیچنیا کو تسلیم کیا تو وہ افغانستان اور ایک غیر مسلم ملک اسٹونیا (Estonia) ہیں--- یہ دونوں خود روس اور اس کے استعمار کے ستم زدہ ہیں!

امت مسلمہ کی ان قیادتوں نے امت سے اپنی دوری اور اس کے مسائل سے بے وفائی کی جو تصویر پیش کی ہے' اس سے وہ مرض کھل کر سامنے آگیا ہے جس کی وجہ سے امت مسلمہ اپنے اصل کردار کی ادائیگی سے محروم ہے۔ ایک طرف قیادتوں کا یہ حال ہے تو دوسری طرف مسلمان عوام کے دل اپنے چیچن بھائیوں کے ساتھ دھڑک رہے ہیں اور وہ "دہشت گرد" قرار دیے جانے اور مغرب کے مطعون ہونے کے خطرات سے بے نیاز ہو کر اپنے مجاہد بھائیوں کی مدد کے لیے بے چین اور دن رات ان کے لیے دعائیں کرنے میں مصروف ہیں۔ مسلم عوام کا دل' ان کی تمام کمزوریوں کے باوجود' صحیح مقام پر ہے جب کہ قیادت کا حال یہ ہے کہ فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا--- ان کے دل مریض ہیں اور اللہ نے ان کے اعمال کے باعث ان کے دلوں کے اس مرض کو اور بڑھا دیا ہے۔

چیچنیا کے نہتے' کمزور اور تہی دامن مجاہدین نے جس عزم و ہمت' جس بہادری اور شجاعت اور جس پامردی اور استقامت کا مظاہرہ کیا ہے وہ تاریکیوں کے درمیان روشنی کا ایک مینار ہے۔ ہماری معلومات کی حد تک قوت کے عظیم تفاوت کے باوجود معرکہ چیچنیا میں گذشتہ ۶ ماہ میں ساڑھے آٹھ ہزار روسی فوجی مارے گئے ہیں جن میں ایک جرنیل اور ۳۸ دوسرے اعلیٰ فوجی افسر شامل ہیں۔ زخمی روسیوں کی تعداد ۴ ہزار سے زیادہ ہے جن میں ایک جرنیل بھی شامل ہے۔ روس کے ۲۴ سروس طیارے اور ہیلی کاپٹر مار

گرائے گئے' ۳۳ ٹینک تباہ کیے گئے اور ۲۸ بکتربند گاڑیوں کے پرخچے اڑا دیے گئے۔ ایک تعداد میں روسی فوجی جنگی قیدی بنائے گئے۔ نیز ۱۹۹۶ء اور حالیہ دونوں جنگوں کے نتیجے میں روسی فوجیوں کی ایک تعداد وہ بھی ہے جس نے اسلام قبول کر لیا ہے اور مجاہدین سے مل گئے ہیں۔

گو چیچنیا کے عام مسلمانوں کا جانی اور مالی نقصان بے اندازہ ہوا ہے لیکن مجاہدین کا عزم اور مورال نہایت بلند ہے اور وہ گوریلا جنگ کے معروف طریقے پر لڑائی لڑ رہے ہیں۔ ان سطور کے لکھے جانے تک مجاہدین کی فورس کا بڑا حصہ محفوظ تھا۔ مجاہدین کی مرکزی فورس میں سے شہدا اور زخمیوں کی تعداد ہزاروں کے لگ بھگ ہے اور باقی مجاہدین نے دفاع کے تین خطوط (defence lines) پر اپنی قوت کو تقسیم کر لیا ہے اور لمبی لڑائی کے لیے کمربستہ ہیں۔ پورے شمالی قفقاز کے مسلمانوں میں اتحاد اور جہاد کی تحریک روز افزوں ہے۔ چیچنیا اور داغستان کے مسلمانوں کی کانگریس کے نام سے ایک نئی تنظیم قائم ہو گئی ہے جو جہاد کی پشت پناہی کر رہی ہے۔ اور عوام کو بیدار اور منظم کرنے پر لگ گئی ہے۔ اب اس جنگ کے دائرے کے وسیع ہونے کا امکان بھی ہے۔ اس وقت بھی عالم یہ ہے کہ چیچنیا کے مقبوضہ علاقے میں بھی روسی فوجی • رات کے وقت قیام نہیں کرتے اور مسلسل خوف کی فضا میں صرف فوجی چھاؤنیوں میں اپنے کو محفوظ پاتے ہیں۔ چیچنیا کے مسلمانوں نے شکست کا لفظ اپنی لغت سے نکال دیا ہے اور صرف جہاد میں زندگی کا امکان دیکھتے ہیں۔ جو قوم اپنے ایمان اور اپنی آزادی کے لیے جان کی قربانی دینے کو تیار ہو اسے کبھی بھی محکوم نہیں بنایا جا سکتا۔ غلامی تو ذہن اور دماغ میں جنم لیتی ہے۔ جو قلب و نظر' غلامی اور محکومی قبول کرنے کو تیار نہ ہوں' ان کو کبھی غلام نہیں بنایا جا سکتا۔ یہ تاریخ کا انمٹ سبق ہے اور چیچنیا کے مسلمانوں نے ماضی میں بھی اس کی شہادت دی ہے اور آج بھی اس عزم کا اظہار کر رہے ہیں کہ شیر کی زندگی کا ایک دن گیدڑ کی زندگی کے ہزار سال سے بہتر ہے۔

چیچنیا کا معرکہ ایک آئینہ ہے جس میں امت مسلمہ اپنی زبوں حالی کی تصویر بھی دیکھ سکتی ہے' اپنے مرض کے خدوخال کو بھی پڑھ سکتی ہے' اور اپنے مستقبل کے نقش و نگار بھی تلاش کر سکتی ہے۔ اس میں دوست اور دشمن سب کے چہرے نظر آ رہے ہیں۔ اس میں عالمی سازشوں اور حکمرانی کے خواب دیکھنے والے کے منصوبے بھی دیکھے جا سکتے ہیں اور اس میں اپنی کھوئی ہوئی میراث کو واپس لینے کے راستے کو بھی بہ آسانی پایا جا سکتا ہے۔ اس میں ہمارا ماضی' ہمارا حال اور ہمارا مستقبل سب منعکس ہے' ضرورت صرف دیدہ بینا کی ہے۔ بہ ادنیٰ تصرف:

اگر "شیشانیوں" پر کوہ غم ٹوٹا تو کیا غم ہے
کہ خون صد ہزار انجم سے ہوتی ہے سحر پیدا!